مسافرانِ آخرت

ادارہ

بخاری شریف کی روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ علم کو دنیا سے اچانک اور یکدم سے ختم نہیں کیا جائے گا بلکہ علماء کرام کے اٹھائے جانے سے علم خود بخود اٹھتا چلا جائے گا۔ اس مبارک ارشاد کی روشنی میں دیکھا جائے تو آج کل حضرات علماء کرام یکے بعد دیگرے رخصت ہوتے جا رہے ہیں، ایک کا ابھی زخم مندمل نہیں ہوا ہوتا کہ دوسرا رخصت ہوتا ہے۔ ۳۰ مئی ۲۰۰۴ء کو حضرت مفتی شامزئی کی المناک اور دردناک شہادت کے بعد تین چوٹی کے علماء کرام نے بھی داغ مفارقت دے دیا جن کا ذیل میں مختصراً تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

حضرت مفتی زین العابدین صاحب رحمہ اللہ: تبلیغی جماعت کے پلیٹ فارم سے اپنی تدریسی دعوتی اور رفاہی خدمات کا آغاز کیا تھا اور آخر دم تک اپنے نصب العین پر قائم رہے، حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے ۱۹۱۷ء کو پنجاب کے ضلع میانوالی میں آنکھیں کھولیں، اپنی ابتدائی تعلیم کا آغاز بھی اسی علاقے میں کیا اور علاقے کے اہل دانش حضرات سے بھرپور استفادہ کیا اور پھر اپنی علمی تشنگی کو بجھانے کے لیے ڈابھیل (سورت) کا رخ کیا جہاں کئی سال زیر تعلیم رہنے کے بعد دورۂ حدیث سے سند فراغت حاصل کی اور ہندوستان ہی میں پانچ سال تک تدریس کرتے رہے۔ اس پانچ سالہ دور تدریس میں تبلیغی جماعت کے بانی اور تمام عالم میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور اسلامی بیداری کی روح پھونکنے والی شخصیت حضرت مولانا محمد الیاس صاحب سے شرف ملاقات حاصل ہوا اور یہیں سے حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کے عروج اور ہمہ گیر خدمات کا زمانہ شروع ہوتا ہے کیوں کہ ان پر اس خدا رسیدہ اور امت محمدیہ کے غم رکھنے والے بزرگ کی نظر کرم وشفقت تھی، حضرت مفتی صاحب نے دعوت وتبلیغ کے سلسلے میں بیسیوں ملکوں کا سفر کیا۔ جب کہ اندرونی ملک کے اسفار بے شمار ہیں۔ حضرت مفتی صاحب نے جس طرح تبلیغ کے میدان میں قابل رشک خدمات انجام دیں اسی طرح تدریس کے میدان میں بھی وہ قابل ستائش خدمات انجام دیں، جو مدتوں یاد رہیں گی۔ ان کی دینی خدمات میں دار العلوم فیصل آباد جس کی بنیاد ۱۹۶۲ء کو رکھی گئی تھی سب سے نمایاں ہے جو تشنگان علوم نبوت کو تقریباً نصف صدی سے سیراب کر رہا ہے۔

حضرت مفتی صاحب حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی صاحب کے ممتاز خلیفہ تھے۔ ۱۹۴۴ء میں آپ کے مبارک ہاتھ پر بیعت کی اور شاید انہی کی نظر کرم تھی جس کے باعث وہ زندگی کے آخری دم تک دیگر خدمات کے ساتھ شیاخت حدیث کے منصب پر فائز رہے۔ حضرت مفتی صاحب ساری امت مسلمہ کو سوگوار چھوڑ کر ۸۷ سال کی عمر میں ۱۴ مئی ۲۰۰۴ء بروز ہفتہ کو اس دنیائے فانی سے روپوش ہوئے۔

سفیر ختم نبوت حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمہ اللہ: دوسری وہ عالمی شخصیت جس کی رحلت سے ایک عظیم الشان میدان خالی ہوگیا، حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں، جنھوں نے دنیا کے چپے چپے میں تحفظ ختم نبوت کا پیغام پہنچایا اور تن من دھن کی بازی لگا کر اس دشت کی وادیٔ پرخار میں قدم رکھا اور جہد مسلسل سے ۵۳ سال تک اس

مشن کی خدمت کی۔ وہ عالم اسلام میں،''سفیر ونقیب ختم نبوت'' کے نام سے یاد کیے جاتے رہے، انھوں نے ختم نبوت کے تحفظ کی خاطر عرب وعجم کی خاک چھانی، مشرق ومغرب کے طوفانی دورے کرکے خواب غفلت میں منہمک مسلمانوں کو بیدار کیا اور ختم نبوت پر آنچ نہیں آنے دی۔ حضرت مولانا منظور احمد صاحب ۱۹۳۱ء کو راجپوت خاندان میں پیدا ہوئے۔ چھٹی کلاس کے بعد اپنے علاقے کے مدرسہ'' آفتاب العلوم'' میں داخل ہوئے اور موقوف علیہ تک وہیں تعلیم حاصل کی اور ۱۹۴۹ء میں جامعہ خیر المدارس ملتان میں داخل ہوئے تاہم انھوں نے دورۂ کی تعلیم دار العلوم ٹنڈ والہ یار میں مکمل کی اور وقت کے اکابر علماء مولانا بدر عالم میرٹھی مولانا سید محمد یوسف بنوری، مولانا عبدالرحمن کامل پوری اور مولانا احتشام الحق تھانوی رحمہم اللہ سے استفادہ کیا۔ ۱۹۵۲ء میں سرگودھا کے مدرسہ دار الھدیٰ میں تدریس کا آغاز کیا۔ ۱۹۵۳ء میں تحریک تحفظ ختم نبوت میں شمولیت کی وجہ سے اپنی تدریس برقرار نہ رکھ سکے اور تحفظ ختم نبوت کو اپنا مقصد حیات بنایا اور اسی سے ان کی زندگی عبارت رہی، وہ اپنی زندگی کا کوئی لحہ تحفظ ختم نبوت کے بغیر نہیں گزارتے تھے۔ مسئلہ ختم نبوت کی وجہ سے ۲۰۰ مقدمات کی پاداش میں وہ کئی بار جیل میں گئے، ۲۷ ملکوں کا سفر کیا، قادیانیوں کے تین سربراہوں کو مباہلہ کا چیلنج دیا۔ ختم نبوت کے تحفظ کی راہ میں ہزاروں مصائب سہہ کر آخر تحفظ ختم نبوت کا یہ جاں نثار عالم، اسلام کو سوگوار چھوڑ کر ۲۷ جون ۲۰۰۴ء کو آخرت کی طرف روانہ ہو گئے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا نذیر احمد صاحب رحمہ اللہ: گلشن اسلام کے ایک عظیم سپوت اور علوم نبوت کا ایک عظیم الشان ستارہ بھی آسمان علم سے غروب ہوا۔ حضرت مولانا نذیر احمد صاحب نے اس دنیائے آب وگل میں ۱۹۳۰ء کو قدم رکھا، جامعہ خیر المدارس ملتان سے دورۂ حدیث کی تکمیل کی، مختلف مدارس میں تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے پھر جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد کی بنیاد رکھی، وہ ایک کامیاب مدرس، مدبر منتظم اور جامع المعقول والمنقول عالم اور بڑے پائے کے شیخ الحدیث اور وفاق المدارس العربیہ کی مجلس عاملہ کے رکن تھے۔ موصوف نے زبان وبیان قلم وقرطاس کے ذریعے سے دین اسلام کی لازوال خدمت کی اور خاص کر علوم وفنون کا عظیم ادارہ جامعہ امدادیہ ان کی خدمات کا ایسا چشمۂ فیض ہے جس سے ہزاروں طالبان علوم ونبوت سیراب ہورہے ہیں اور یہی ان کے رفع درجات اور مغفرت کاملہ کے لیے کافی ہے۔ کاروان ایمان وعزیمت کے یہ سپاہی ۳ جولائی ۲۰۰۴ء کو دنیائے فانی سے کوچ کر گئے۔

حضرت مولانا عبدالحئی صاحب رحمہ اللہ: موصوف رکن مجلس عاملہ وفاق المدارس اور مہتمم دار العلوم نواب شاہ مولانا محمد اکمل صاحب کے والد تھے۔ گذشتہ مئی ۲۰۰۴ء کو ۸۵ سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا، موصوف حضرت مولانا حماد اللہ ہالیجوی صاحب رحمہ اللہ سے بیعت تھے، نہایت متقی، پرہیزگار بزرگ، اندرون سندھ اور بیرونی سندھ ان کی قابل رشک خدمات ہیں، علالت طبع کے باوجود یومیہ ۱۰ پارے قرآن مجید تلاوت کرتے تھے۔ موصوف اس علالت سے جان بر نہ ہو سکے اور داعی اجل کو لبیک کہا۔

مسافران آخرت کے پسماندگان ومتعلقین سے تعزیت: ادارۂ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے تمام ذمہ داران، کارکنان اور عملہ، علماء کرام اور مشائخ عظام کی المناک رحلتوں کو امت اسلامیہ کا عظیم سانحہ قرار دیتے ہیں، ان کی مغفرت وبلندی درجات کے لیے دعا گو ہیں اور ان کے پسماندگان ومتعلقین کے دکھ درد اور غم واندوہ میں برابر کے شریک ہیں۔

☆☆☆